علامہ ابن تیمیہ کے رسالہ "معارج الوصول" کا ترجمہ

قسط (۲)

بسلسلۂ سابق

اصل الاصول

ترجمہ معارج الوصول

(ترجمہ عبدالحلیم ناظم صدیقی "مولوی فاضل" مدیر محدث و مدرس رحمانیہ)

بہرحال میرے نزدیک دونوں گروہ صواب و درستگی پر نہیں ہیں کیونکہ ان دونوں نے اپنے اپنے اعتبار سے ان اصول سے اعراض کیا جنہیں خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا اور دراصل یہی دین کے اصولی دلائل اور نشانیاں ہیں چنانچہ جب ان دونوں گروہ نے ان اصول سے اعراض کیا تو ان میں آپس میں دشمنی واقع ہوگئی جیساکہ خدا نے فرمایا۔

فنسوا حظا مما ذکروا بہ فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیمۃ ؕ	پس جو کچھ انہوں نے یاد کیا تھا اس کا ایک حصہ بھول گئے۔ لہذا ہم نے انکے درمیان قیامت تک کیلئے دشمنی اور کینہ پروری ڈالدی۔

اس مقام میں افراط و تفریط کے درمیان ایک تیسرا گروہ بھی ہے جس نے ان علماء شرع کی تنگی اور ان متکلمین کی حد سے بڑھی ہوئی سرکشی اور بدعت اچھی طرح جان کر ان کی مذمت کی اور ہر اس طالب العلم کی مذمت کی جو تقلید سے تو نکل جائے لیکن دلائل کی معرفت کے اشتیاق میں ان متکلمین کا مسلک اختیار کرلے۔ اس گروہ نے صاف کہدیا کہ ان لوگوں کا طریقہ بالکل نقصان دہ ہے۔ سلف صالحین نے ہرگز اس راستہ کو اختیار نہیں کیا۔ اور اسی طرح ان کے مناسب جو کچھ مذمت ہوسکتی تھی انہوں نے کی۔ یہ کلام تو صحیح ہے لیکن ایسے مجمل امر پر دلالت کرتا ہے جسکی دلالت و رہنمائی مقصود پر واضح نہیں۔ بلکہ کبھی اس گروہ کا اعتقاد متکلمین کے طریقہ پر باوجود اسکو بدعت کہنے کے منطبق ہوجاتا ہے اور ان دلائل کا دروازہ نہیں کھلتا جو قرآن مجید میں مذکور ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں کہ جس چیز کو رسول لائے وہ سراسر حق ہے اور اس کی معرفت سے ایک ہوشیار آدمی تقلید، گمراہی، بدعت اور جہالت سے نکل جاتا ہے۔ یہ لوگ بھی ان فرقوں میں بیحد گمراہ ہیں۔ دراصل ان لوگوں نے قرآن کریم میں غور نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ کی اُن آیتوں سے جنہیں خدا نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا اعراض کرلیا جس طرح وہ شخص اعراض کرتا ہے جو خدا کی پیدا کی ہوئی نشانیوں سے منہ موڑتا ہے۔ ارشاد ہے۔

وکم من اٰیۃ فی السموات والارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون ؕ	آسمان و زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں جن سے وہ بیخبر ہوکر گذر جاتے ہیں۔
وما تغنی الآیات والنذر عن قوم لا یومنون ؕ	یہ آیتیں اور ڈرانے والی باتیں بے ایمان قوموں کو فائدہ نہیں دیتیں۔
ان الذین لا یرجون لقاءنا ورضوا بالحیاۃ الدنیا واطمأنوا بھا والذین ھم عن اٰیاتنا غافلون اولٰئک ماواھم النار بما کانوا یکسبون ؕ	جو لوگ ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی پہ خوش ہوگئے اور اسی پر مطمئن ہوگئے اور جو لوگ دنیا کی نشانیوں سے غافل ہیں انہیں لوگوں کا ٹھکانا ان کے خود حاصل کرنیکے سبب جہنم ہے۔
کتاب انزلناہ الیک مبارک لیدبروا اٰیاتہ و	یہ وہ کتاب مبارک ہے جسے ہم نے تمہاری طرف اتارا کہ وہ لوگ اسکی

ولیتذکروا اولوا الالباب ۔ آیتوں میں غور کریں اور ان میں عقل والے نصیحت حاصل کریں ۔

ولقد ضربنا للناس فی ھذا القرآن من کل مثل ۔ ہم نے اس قرآن میں لوگوں کیلئے ہر ایک مثال بیان کر دی ہے ۔

وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحی الیھم ہم نے تمہارے قبل چند آدمی بھیجے جن پر ہم وحی بھیجتے تھے پس

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون اگر تم ان دلائل اور کتابوں کو نہیں جانتے تو یاد والوں سے

بالبینات والزبر ۔ پوچھ لو ۔

وان یکذبوك فقد کذب رسل من قبلك جاؤا اے پیغمبر اگر لوگ آپ کو جھٹلاتے ہیں (تو گھبرائیے نہیں) آپ کے قبل

بالبینات والزبر والکتاب المنیر ۔ جتنے رسول دلائل صحیفے اور روشن کتاب کو لیکر آئے جھٹلائے گئے ۔

اور اس قسم کی بیشمار آئتیں ہیں جن کی تفصیل میری مختلف تالیفات میں اپنے اپنے موقعہ پر ہو چکی ہے یہاں پر ذکر کرنے سے مقصود یہ ہے کہ یہ مغالطہ میں پڑنیوالے حضرات جنہوں نے قرآن میں دلائل عقلیہ و براہین یقینیہ کے وجود سے انکار کیا نظر، دلیل اور اس علم کو جسے رسول لائے اور جن سے قرآن بھرا ہوا ہے یاد نہیں کرتے۔ متکلمین اقرار کرتے ہیں کہ قرآن میں ایسے عقلی دلائل ہیں جو دین کے قرآنی اصول پر دلالت کرتے ہیں۔ لیکن یہ لوگ دوسرے راستے بھی اختیار کرتے ہیں جیسے طریقہ اعراض ہے۔ ان میں جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم کا بھی یہی طریقہ تھا وہ سخت غلطی میں ہیں۔ فلاسفہ کہتے ہیں قرآن نے ظنی طریقوں اور اقناعی مقدمات کو ذکر کیا۔ جن پر جمہور عوام نے قناعت کر لیا ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ متکلمین نے باوجود اس یقینی دعوے کے کہ وہ لوگ* برہان لانے سے ان متکلمین سے بھی زیادہ بعید ہیں۔ حالانکہ متکلمین ان فلاسفہ سے زیادہ الہیات و کلیات میں علمی دلائل سے واقف ہیں۔ لیکن فلاسفہ اپنے انتہائی غور و فکر اور تفصیل نظر کیوجہ سے ممتاز ہیں۔ پھر بھی علم الٰہی سے یہ بالکل ناواقف ہیں اور الہیات میں خدا کی معرفت کے حصول سے بہت دور ہیں۔ ارسطو کا کلام جو ان فلاسفہ کا معلم ہے الہیات میں بہت کم ہے اور جو ہے بھی وہ اغلاط سے پر اور خطاء سے لبریز ہے۔ گویا وہ مریل اونٹ کا گوشت ہے جو سخت پہاڑ کی چوٹی پر ہے۔ نہ راستہ آسان و نرم ہے کہ وہاں تک چڑھکر اسے حاصل کیا جائے اور اگر چڑھ بھی گئے تو گوشت ایسا خراب ہے کہ بھوننے کے قابل نہیں۔ الغرض یہ وہ امور ہیں جن پر ہم دوسری تالیفات میں مفصل بحث کر چکے ہیں۔ یہاں تکرار کی ضرورت نہیں اتنے ہی سے ان فلاسفہ و متکلمین کو سمجھا جا سکتا ہے کہ امور شرع سمجھنے میں یہ کتنے پانی میں ہیں؟ قرآن کریم اپنی آیتوں میں جو یقینی دلائل ہیں ہمارے پاس ہدایات و بینات لایا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے رسول سے فرمایا۔

ادع الی سبیل ربك بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ اے نبی! لوگوں کو اپنے پروردگار کے راستہ کی طرف حکمت اور بہترین

وجادلھم بالتی ھی احسن ۔ نصیحت کے ساتھ بلا اور ان سے بہترین طریقہ پر مجادلہ کر۔

فلاسفہ نے اس آیت کی تفسیر اپنے منطقی طریقوں سے یہ کی ہے کہ اس سے مراد برہان، خطابۃ اور جدل ہے انکی یہ تفسیر چند وجوہ سے قطعی گمراہی ہے۔ جنکی تفصیل ہم دوسری کتابوں میں کر چکے ہیں۔ بلکہ صحیح تشریح یہ ہے کہ حکمت حق کی پہچان اور حق پر عمل کرنے کو کہتے ہیں۔ لہذا جن دلوں میں سمجھ اور صحیح قصد ہوتا ہے وہ حکمت سے بلائے جاتے ہیں۔

* برہان یقینی والے ہیں جدلی طریقوں کو اختیار کر لیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ فلاسفہ الہیات میں

پھر ان کیلئے علم وعمل میں حق ظاہر کردیا جاتا ہے۔ پس وہ اس حق کو قبول کرلیتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ دل سے تو حق کا اقرار کرتے ہیں مگر ان کی کچھ دنیاوی خواہشیں ہوتی ہیں جو انکو حق کی صراحتہً پیروی سے روکتی ہیں تو ایسے لوگوں کو موعظہ حسنہ کے ساتھ بلایا جاتا ہے جس میں انہیں اچھی نصیحت کیجاتی ہے، حق کیطرف رغبت دلائی جاتی ہے۔ باطل سے ڈرایا جاتا ہے اچھی باتوں کا حکم اور بری باتوں سے روکا جاتا ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے

ولو انهم فعلوا ما یوعظون به ○ کاش وہ لوگ جس چیز کی انہیں نصیحت کیجاتی ہے وہی کرتے۔

دوسری جگہ فرمایا۔ یعظکم الله ان تعودوا لمثله ابدا ○ خدا تعالیٰ ہمیں نصیحت کرتا ہے کہ ہمیشہ اسی کے مثل کرتے رہو۔

الغرض حکمت وعظمت سے ان لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے جو حق کو قبول کرلیتے ہیں اور جواب بھی حق کو قبول نہ کریں۔ تو ان سے بہترین اور نرم طریقہ سے مناظرہ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید دعوت کے ان تمام طریقوں پر مشتمل ہے۔ اسی لئے جب بحث کی جاتی ہے تو پہلے مخاطب کے سامنے حق کو ثابت کرکے باطل کی تردید کرتے ہوئے حق کا صریحی اقرار کیا جاتا ہے۔ پھر مخاطب سے سوال کیا جاتا اور ایسے کھلے ہوئے مقدمات برہانیہ کو پوچھا جاتا ہے جن کا انکار ورد کرنا کسی کیلئے ممکن نہ ہو۔

چنانچہ اسکی مثال خدائے تعالیٰ کے قول میں دیکھیں۔

ام خلقوا من غیر شیء ام هم الخالقون ○ کیا وہ خدا کے علاوہ کسی دوسری چیز کے ذریعہ پیدا ہوئے ہیں یا وہ اپنے آپ خالق ہیں؟ (اپنی خالقیت کے ثبوت میں کس طرح مناظرہ کرتا ہے)

دوسری جگہ فرمایا۔

افعیینا بالخلق الاول بل هم فی لبس من خلق جدید ○ کیا ہم پہلی مرتبہ تمہیں پیدا کرنے میں تھک گئے تھے۔ نہیں۔ بلکہ یہ لوگ نئی پیدائش کی طرف سے سخت غلطی میں ہیں۔

اولیس الذی خلق السموات والارض بقادر علی ان یحیی الموتی ○ کیا وہ خدا جس نے آسمان وزمین پیدا کئے مردہ کو زندہ کرنے پر قادر نہیں ہے؟

ایحسب الانسان ان یترك سدی۔ الم یك نطفة من منی یمنی۔ ثم کان علقة فخلق فسوی۔ فجعل منه الزوجین الذکر والانثی ○ الیس ذلك بقادر علی ان یحیی الموتی ○ کیا انسان گمان کرتا ہے کہ آزاد چھوڑ دیا جائیگا۔ کیا وہ ایسی منی کا نطفہ نہ تھا جو ٹپکائی جاتی ہے۔ پھر گوشت کا لوتھڑا بنا۔ پس خدا نے اسے پیدا کرکے ٹھیک کیا پھر اس سے جوڑے یعنی مذکر ومونث بنائے۔ کیا وہ خدا مردہ کو زندہ کرنے پر قادر نہیں؟

ان آیتوں میں خدا تعالیٰ نے معاد اور انسان کو دوسرے مرتبہ پیدا کرنے کو اتنے بہترین طریقہ سے ثابت کیا ہے کہ مخاطب اس کا انکار ہی نہیں کرسکتا۔ پھر فرمایا

افرایتم ما تمنون ءانتم تخلقونه ام نحن الخالقون ○ تم لوگ جس چیز کو ٹپکاتے ہوئے دیکھتے ہو۔ کیا تم اسے پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرتے ہیں؟

اپنی خالقیت کا ایسے احسن طریقے سے ثبوت دیا کہ مناظر کو انکار کا موقعہ نہیں ملسکتا۔

وقالوا لولا یاتینا بآیة من ربه اولم تاتهم ان لوگوں نے کہا کاش ہمارے پاس پروردگار کیطرف سے کوئی

بینۃ ما فی الصحف الاولی ۔ آیت نہ آئی کیا ان کے پاس وہ دلیل نہیں آئی جو پہلے صحیفوں میں تھی ۔

اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتٰب یتلی علیھم کیا ان کو کافی نہ ہوا کہ ہم نے تجھ پر کتاب اتاری جو ان پر تلاوت کیجاتی ہے ۔

اولم یکن لھم ایۃ ان یعلمہ علماء بنی اسرائیل ۔ کیا ان کیلئے کوئی آیت نہ تھی کہ بنی اسرائیل کے علما انہیں سکھاتے ہیں ؟ ۔

ان آیتوں میں خدا نے کافروں سے بطریق احسن مناظرہ کیا اور ثابت کر دیا کہ ہر دور میں ہماری آیتیں اور آسمانی کتابیں تمہارے پاس آئی ہیں اب بھی خدا کی اطاعت نہ کرو تو پھر عذاب کے مستحق ہوگے ۔

الم نجعل لہ عینین ولسانا وشفتین و کیا ہم نے اس کی دو آنکھیں نہ بنائیں ۔ اور ایک زبان اور دو ہونٹ

ھدیناہ النجدین ۔ نہ بنائے ۔ کیا ہم نے اسکو دونوں جہان کی ہدایت نہ دی ۔

خدا نے حق کو دیکھنے اور حق ہونے کی جس طرح تلقین کی ہے کیا کوئی اس سے منکر ہو سکتا ہے ؟ ۔

یہ تو چند آیتیں بطور نمونہ ہم نے ذکر کی ہیں ورنہ قرآن میں بے شمار مقامات میں خدا نے بطریق احسن مجادلہ کیا ہے اور اپنے مقاصد کے ثبوت میں پہلے مخاصمین کے سامنے ان مقدمات برہانیہ کو پیش کیا جنہیں وہ مانتے اور اقرار کرتے ہیں ۔ اسکے بعد انہیں سے اصل مقصود خود ثابت ہو جاتا ہے ۔ دلیل کے ساتھ مجادلہ کرنے کا یہ بہترین طریقہ ہے ۔ کیونکہ جدل کی شرط یہ ہے کہ مخالف مقدمات کو تسلیم کرے اگرچہ وہ مشہور دلیل نہ ہوں ۔ پس جب مشہور دلیل ہونگے تو وہی مقدمات برہانیہ کہے جاتے ہیں ۔ قرآن مجید ایسے مقدمے سے دلیل نہیں پیش کرتا جس کو مخالف نے محض تسلیم کر لیا ہو جیسا کہ منطقی وغیرہ کے نزدیک جدلی طریقہ ہوتا ہے بلکہ قرآن ایسے قضیوں اور مقدمات سے دلیل پکڑتا ہے جنہیں تمام لوگ تسلیم کرتے ہیں انہیں کو مقدمات برہانیہ کہتے ہیں اور اگر بعض لوگ ان مقدمات کو مانتے ہوں اور بعض ان میں جھگڑتے ہوں تو ان مقدمات کی صحت پر بھی اولاً دلیل ذکر کرنی چاہئے ۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے ۔

وما قدروا اللہ حق قدرہ اذ قالوا ما انزل اللہ علی بشر من شیء قل من انزل الکتاب الذی جاء بہ موسی نورا وھدی للناس تجعلونہ قراطیس تبدونھا وتخفون کثیرا وعلمتم مالم تعلموا انتم ولا آباؤکم ۔

انھوں نے اللہ کا اندازہ نہیں لگایا جیسا کہ اس کے اندازہ لگانے کا حق تھا ۔ اسلئے کہ انہوں نے کہا اللہ نے بشر پر کوئی چیز نہیں اتاری کہدے اے نبی کس نے اس کتاب کو اتارا جسے حضرت موسیٰ لوگوں کیلئے روشنی اور ہدایت بنا کر لائے ۔ تم لوگ اس کو کاغذ بناتے ہو جس کو ظاہر کرتے ہو اور اکثر چھپاتے ہو ۔ اور تم لوگوں نے اس چیز کو جان لیا جسکو تم نے نہ تمہارے باپوں نے جانا تھا ۔

چونکہ خطاب عام ہے وہ اہل کتاب بھی مخاطب ہیں جو حضرت موسیٰ کی نبوت کا اقرار کرتے ہیں اور وہ مشرکین بھی ہیں جو انکی نبوت کا انکار کرتے ہیں ۔ لہٰذا اس کو خدا نے یوں ذکر کیا ۔

قل من انزل الکتاب الذی جاء بہ موسیٰ ۔ کہدے اے نبی کس نے اس کتاب کو اتارا جسے حضرت موسیٰ لائے ۔

خدا نے موسیٰ علیہ السلام کے صدق پر بہت سی جگہوں میں دلائل ذکر کئے ہیں ۔ ابن کثیر و ابی عمر قرار کیطرح جن لوگوں نے آیت مذکورہ میں تبدونھا کو یبدونھا پڑھا ہے تو انہوں نے یہ خطاب مشرکین کے ساتھ قرار دیا ہے ۔ (باقی آئندہ)